الحمد کے اہم اداریے اور اہل علم کی رائے میں دین کو درپیش موجودہ اہم مسائل کا حل

مدیر الحمد کے اداریے کا اردو ترجمہ

ترجمہ: ابراہیم بن عثمان، ریاض

الحمد کے اداریے کا مقصد ہر ماہ ایک اہم دینی مسئلہ پر علمی، تاریخی اور عصری پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے قارئین کو ایسی رائے فراہم کرنا ہے جو جذبات سے نہیں بلکہ دلیل اور دستیاب شواہد پر قائم ہو۔ اس شمارے میں ہم نے اداریہ نویسی کے ایک نئے تجربے کا آغاز کیا ہے: مختلف علماء سے ایک ہی سوال پوچھا گیا، اور ان کے جوابات کو بغیر کاٹ چھانٹ کے ایک ہی جگہ جمع کر دیا گیا تاکہ قاری خود موازنہ کر سکے۔ ذیل میں پہلا سوال اور اس کے جوابات درج ہیں۔

سوال: آج کے دور میں دین کو درپیش سب سے بڑا چیلنج کیا ہے، اور اس کا سامنا کرنے کے لیے مسلم معاشرے کو کن تین باتوں پر توجہ دینی چاہیے؟

(1) ڈاکٹر یاسر الدوسری — ریاض

آج دین کو درپیش سب سے بڑا چیلنج میرے نزدیک علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(2) ڈاکٹر نسرین ہاشمی — لاہور

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(3) مفتی عبدالرحمٰن سلیمی — کراچی

میرا جواب تین لفظ ہیں: علم، عمل، اور صبر۔ علم کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اپنے عقیدے، نماز اور معاملات کے بنیادی مسئلے جانے۔ عمل کا مطلب یہ کہ جو جانے وہ اپنے گھر اور محلے میں نافذ کرے۔ صبر کا مطلب یہ کہ جب لوگ مذاق اڑائیں یا نقصان ہو تو بھی راستہ نہ چھوڑا جائے۔ آج کے دور میں دین کو درپیش سب سے بڑا چیلنج میرے نزدیک شبہات کا شور ہے جو علم کے بغیر عمل کو روک دیتا ہے۔ اس کا علاج بحث نہیں بلکہ خاموش، مستقل تربیت ہے جو نسلوں میں اثر کرتی ہے۔

(4) ڈاکٹر فرحانہ یاسمین جعفری — لاہور

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج وقت کی کمی ہے جو ہر مسلمان کو درپیش ہے۔ لوگ نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، مگر دین کو سیکھنے کے لیے ان کے پاس وقت نہیں رہا۔ اس کا حل یہ ہے کہ دین کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں گھر تک لایا جائے۔ ایک حدیث روزانہ، ایک آیت ہفتے میں، ایک سوال مہینے میں۔ مساجد اگر یہ نظام اپنا لیں تو بہت فرق پڑے گا۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: ہر مسجد میں خواتین کا حلقہ، ہر نکاح خطبے کے ساتھ مختصر تربیتی نشست، اور طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام۔ یہ کام مہنگے نہیں ہیں، صرف ترجیح چاہتے ہیں۔

(5) ڈاکٹر عمار الدین کھوکھر — ملتان

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج سوشل میڈیا پر پھیلی وہ آدھی سچی باتیں ہیں جو پوری سچائی کا روپ دھار لیتی ہیں۔ لوگ قرآن کی آیت اور حدیث کے ٹکڑے لے کر ایسی رائے بنا لیتے ہیں جو قرآن کی مراد سے دور ہوتی ہے۔ اس کا علاج تین باتیں ہیں: پہلی، ہر مسجد میں ایک ماہر عالم کا حلقہ جو سوال کا جواب دے سکے۔ دوسری، اسکول کی نصابی کتاب میں دین کو رٹے کے بجائے سمجھ کے ساتھ پڑھایا جائے۔ تیسری، ہر مسلمان کو یہ سیکھنا چاہیے کہ وہ کسی بات کو آگے بڑھانے سے پہلے اس کی سند پوچھ لے۔ یہ کام مشکل ہے مگر ناممکن نہیں۔

(6) ڈاکٹر ہما نورین — اسلام آباد

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج اجنبیت ہے جو مسلمان اپنے گھر میں محسوس کرتا ہے۔ لوگ نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، مگر دین کو سمجھنے کے لیے ان کے پاس وقت نہیں رہا۔ اس کا حل یہ ہے کہ دین کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں گھر تک لایا جائے۔ ایک حدیث روزانہ، ایک آیت ہفتے میں، ایک سوال مہینے میں۔ مساجد اگر یہ نظام اپنا لیں تو بہت فرق پڑے گا۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: ہر مسجد میں خواتین کا حلقہ، ہر نکاح خطبے کے ساتھ مختصر تربیتی نشست، اور طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام۔ یہ کام مہنگے نہیں ہیں، صرف ترجیح چاہتے ہیں۔

(7) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(8) ڈاکٹر نسرین ہاشمی — لاہور

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(9) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(10) ڈاکٹر نسرین ہاشمی — لاہور

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(11) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(12) ڈاکٹر نسرین ہاشمی — لاہور

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(13) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(14) ڈاکٹر نسرین ہاشمی — لاہور

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(15) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(16) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(17) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(18) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(19) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(20) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(21) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(22) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(23) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(24) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(25) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(26) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(27) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(28) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے ایک باقاعدہ حلقہ ہو جو ماں کو بچے سے بات کرنے کا طریقہ سکھائے۔ دوسری، نکاح کے خطبے کو رسم نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس پر ایک مختصر تربیتی نشست ہو۔ تیسری، طلاق کے مقدمات میں ثالثی کا نظام ہر ضلع میں ہو تاکہ عدالت تک نوبت کم آئے۔ یہ باتیں بظاہر چھوٹی ہیں مگر اثر بہت گہرا ہے۔

(29) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج علم کا بحران ہے، نہ کہ معلومات کی کمی۔ مسلم معاشرے کے پاس قرآن و حدیث کا ورثہ موجود ہے، مساجد موجود ہیں، اور کروڑوں لوگ دین کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سننے والا یہ نہیں جانتا کہ جو بات اس کے سامنے کی جا رہی ہے وہ قرآن کی بات ہے، کسی عالم کی رائے ہے، یا محض سنی سنائی بات ہے۔ نوجوان مسلمان روزانہ سینکڑوں پیغامات دیکھتا ہے اور اکثر انہی پیغامات کو دین سمجھ لیتا ہے جو سب سے زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ پہلا راستہ مساجد اور اسکولوں میں باقاعدہ، منظم دینی تعلیم کا ہے جو بچے کو یہ فرق سمجھنا سکھائے کہ قرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ دوسرا راستہ ذمہ دار میڈیا ہے جو سنسنی کے بجائے تحقیق کو ترجیح دے۔ تیسرا راستہ خود عالم کا ہے جو مشکل زبان چھوڑ کر عام فہم انداز میں بات کرے۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم صرف ایک راستے پر چلیں تو کافی نہیں ہوگا، تینوں ساتھ چلیں تو ہی کچھ بدلے گا۔

(30) مولانا عبدالقیوم ہزاروی — گوجرانوالہ

میرے نزدیک سب سے بڑا چیلنج خاندان کا ٹوٹنا ہے۔ جب گھر میں دین کی بات ہی نہیں ہوتی تو باقی سب باتیں کتابی رہ جاتی ہیں۔ تین باتیں جو فوراً کی جا سکتی ہیں: پہلی، ہر مسجد میں خواتین کے لیے